

تفسیر قرآن اور اسرائیلیات

(سلف صالحین کا طرز عمل)

غزل کاشمیری - استاذ شعبہ علوم اسلامیہ - اسلام آباد یونیورسٹی - بہاولپور

سلف صالحین کا عمل اگر ہم تفسیر کا بغور مطالعہ کریں تو وہ تفسیر جو تفسیر بالمدایۃ یا تفسیر بالماثورہ کے نام سے مشہور ہیں۔ ان میں اگرچہ ان اسرائیلیات کا پتہ چلتا ہے لیکن ان حضرات نے حتیٰ الوسع ان سے پرہیز کیا ہے اور اگر وہ ان اسرائیلیات کو بیان بھی کرتے ہیں تو آخر میں تہرج و تعدیل سے بھی کام لیتے ہیں۔ روایت کی ثقاہت اور سفم و دونوں کو بیان کرتے ہیں۔ امام محمد بن جریر الطبری (م ۲۵۵ھ) جنہیں امام التفسیر والتاریخ کہا گیا ہے، نے اپنی تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن میں اسرائیلیات کو بیان کیا ہے، لیکن ان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ ان روایات کی سند بیان کر دیتے ہیں اور کہیں کہیں وہ ان پر تنقید بھی کرتے ہیں مثلاً سورہ المائدہ کی آیات ۱۲، ۱۳، ۱۴۔

إِذْ قَالَ الْحَوَارِثُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَيْفَ نَسْتَطِيعُ مَعَكَ
أَنْ نَحْمِلَ عَلَيْنَا مَا سَدَأَ مِنَ السَّمَاءِ.....

کی تفسیر میں ان تمام روایات کو بیان کرتے ہیں جو اس دسترخوان کے کھانوں کی انام کے بارے میں آئی ہیں اس کے بعد تنقید کر کے کہتے ہیں:

”دسترخوان پر کون کون سے کھانے تھے، اس بارے میں صحیح قول یہ کہنا چاہیے کہ

۵ مضمون کے تمام حوالہ جات آخر میں دیئے گئے ہیں۔ (ادارہ)

اس پر ناگواریاں تھیں۔ وہ مچھل اور روٹی بھی ہو سکتی ہے۔ وہ جنت کے پھیل بھی ہو سکتے ہیں۔ ان کے جاننے سے نہ علم میں اضافہ ہوتا ہے اور ان کے نہ جاننے سے کوئی نقصان بھی نہیں ہے۔ اگلی آیت قرآن کے ظاہری معنی میں ہر بات کا احتمال رکھتی ہے۔

اسی طرح سورہ یوسف کی آیت نمبر ۲۰۔

”وَشَرَّادُوهُ بِشَمْنٍ بَخْسٍ دَسَّ اِهْجَا مَعْدُوْدَهٗ.....“ کی تفسیر میں فدا

کے اقوال پیش کرتے ہیں کہ وہ ۲۰ درہم تھے یا ۲۲ تھے۔ آخر میں تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں: ”اس بارے میں صحیح بات یہ کہی جائے گی کہ یوسف کے بھائیوں نے اسے چند درہم کے بدلے فروخت کر ڈالا جو غیر موزوں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا مبلغ نہ تعدا میں بیان کیا ہے اور نہ وزن میں بیان کیا ہے۔ اس بارے میں قرآن اور خبر رسول میں کوئی دلالت نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ۲۲ ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ۲۰ ہوں۔ ان سے کم بھی ہو سکتے ہیں اور زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔ وہ جتنے بھی ہوں، تھے غیر موزوں۔ ان کے وزن کا مبلغ معلوم کرنے سے دین کہ کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اور ان کا مبلغ معلوم نہ ہونے سے کوئی نقصان واقع نہیں ہوتا۔ قرآن کے ظاہری الفاظ پر ایمان فرض ہے۔ اس کے علاوہ جو اقوال ہیں ان کا جاننا ہمارے لیے ضروری نہیں ہے۔“

اسی طرح سلف صالحین میں عماد الدین ابوالفضل ابن کثیر (م ۷۷۷ھ) کی تفسیر کو ایک اہم درجہ حاصل ہے۔ آپ بھی کثرت سے اسرائیلیات کو روایت کرتے ہیں لیکن طبری کی طرح سند کے ساتھ اور پھر ان پر تنقید بھی کرتے ہیں۔ مثلاً سورہ بقرہ آیت ۶۶۔

اِنَّ اللّٰهَ يَآمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقْرًا ؕ.....“ کی تفسیر میں ایک عجیب و

غریب قصہ بیان کرتے ہیں جس میں بنی اسرائیل اس گائے کو تلاش کرتے ہیں اور پھر جو کچھ قدماء سے مروی تھا اُسے بیان کر کے کہتے ہیں:

”یہ تمام سیاق و سبب اور البالغیۃ اور سندی وغیرہم سے مروی ہیں۔ اس میں بہت سا اختلاف ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام بنی اسرائیل کی کتابوں سے اخذ کیا گیا ہے۔ یہ باتیں ایسی ہیں جن کا نقل کرنا تو جائز ہے لیکن ان کی تصدیق کی جائے گا اور نہ ہی تکذیب کی جائے گی۔ لہذا اہم جو سے نزدیک

جو حق کے موافق ہوگا اسی پر اعتقاد کیا جائے گا۔ واللہ اعلم

لیکن کچھ واقعات کی تفسیر ضروری ہے جن کو مخالفین اسلام پیش کر کے قرآن کو داغدار کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ صحابہ کرام اہل کتاب پر یہی تکبیر کرتے تھے مثلاً:-

۱۔ حضرت عمرؓ کا واقعہ | مسند احمد میں ایک روایت ملتی ہے جو حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے:-

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ابْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بِكِتَابِ
أَصَابَهُ مِنْ بَعْضِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِ - فَغَضِبَ فَقَالَ
أُمَّتُمْ كَوْنُ فِيهَا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ - وَالذِّي لِنَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ
جَبْتُكَ بِهَا بِيضَاءَ نَقِيَّةٍ لَا تَسْأَلُوكُمْ عَنْ شَيْءٍ فِي خَيْرِكُمْ
بِحَقِّي فَتَكْذِبُوا بِهِ أَوْ يَسْأَلُ فَتَصَدَّقُوا بِهِ وَالذِّي لِنَفْسِي
بِيَدِهِ - لَوْ أَنَّ مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ حَيًّا مَا وَسَعَهُ إِلَّا
أَنْ يَتَّبِعَنِي يَكْفِي

ایک بار عمر رضی نبی پاک کے پاس ایک کتاب لاکر پڑھنے لگے جو انہیں کسی اہل کتاب سے ملی تھی۔ نبی پاک غصہ میں آگئے اور کہا اے خطاب کے بیٹے! تم ان میں حیران پر لیشان پھر رہے ہو؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تمہارے پاس ایک روشن اور پاک شریعت لایا ہوں۔ تم اہل کتاب سے کوئی چیز پوچھو گے اور وہ تم کو سچی بات بتائیں اور تم اسے جھٹلا دو اور اگر وہ غلط جواب دیں اور تم اسے سچ جان لو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے بغیر اور کوئی چارہ نہ ہوتا۔

منذر رحمہ بالا حدیث میں جو نہی واقع ہوئی ہے وہ ابتدائے اسلام میں تھی۔ یہ احکام شرعیہ کے ٹھوس شکل اختیار کرنے سے قبل کی بات ہے۔ ابتدائے اسلام میں تو نبی پاک کی احادیث لکھنے تک کی ممانعت تھی کہ کہیں یہ قرآن کے ساتھ مختلط نہ ہو جائیں۔ لیکن جب اسلامی احکام مسلمانوں پر معروف ہو گئے اور انہوں نے پختہ بنیادیں اختیار کر لیں تو اہل کتاب سے روایت

کی اجازت مل گئی تھی اور احادیث قلمبند کرنے کی بھی اجازت مل گئی تھی۔ مکمل جواب ہم فتح الباری جلد ۶ اور جلد ۱۳ سے اُوپر دے آئے ہیں اور ابن بطلال کی زبانی مہلب کا قول پیش کر آئے ہیں۔

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص کا واقعہ | مشہور معزز لی بشرِ ملسی نے دعویٰ کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص کو جنگ یرموک میں اہل کتاب کی دو اونٹوں کے بوجھ کے برابر کتا میں ملی تھیں۔ وہ انہیں نبی پاکؐ کی طرف سے لوگوں کو بیان کیا کرتے تھے۔ لوگ انہیں کہا کرتے تھے کہ ہمیں ان دو بوریوں میں سے مت بیان کرو۔^{۱۵}

اسی طرح مشہور منکرہ حدیث محمود البوری نے بھی یہ اعتراض کیا ہے۔ ان کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو كَانَ قَدْ أَصَابَ زَامِلَتَيْنِ مِنْ كُتُبِ
أَهْلِ الْكِتَابِ وَكَانَ يَرْوِيهَا لِلنَّاسِ عَنِ النَّبِيِّ فَتَجَنَّبَ الْإِخْذَ
عَنْهُ كَثِيرٌ مِنْ أُمَّةِ التَّابِعِينَ وَكَانَ يُقَالُ لَهُ لَا تَتَّحِدْ ثَنَاعِنَ
الزَّامِلَتَيْنِ لِيَه

عبد اللہ بن عمرو کو اہل کتاب کی کتابوں میں سے دو بوریوں کے برابر کتا میں ملی
تھیں وہ لوگوں کو انہیں نبی پاکؐ سے روایت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ائمہ تابعین میں
سے بہت سے حضرات نے ان کی حدیث قبول کرنے سے پرہیز کیا تھا۔ ان کو کہا جاتا
تھا کہ ہم کو ان دو بوریوں میں سے مت بیان کرو۔

محمود البوری نے اس کا حوالہ فتح الباری سے دیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ فتح الباری میں
اس طرح نہیں لکھا جس طرح محمود البوری نے لکھا ہے۔ فتح الباری میں ایک اونٹ کے بوجھ
کے برابر کتا بول کا ذکر ہے اور محمود البوری اسے دو اونٹ کے بوجھ کے برابر (زاملتین) لکھ
رہے ہیں۔ فتح الباری میں اتنا ضرور درج ہے کہ وہ اہل کتاب کی یہ باتیں لوگوں سے بیان کیا
کرتے تھے لیکن یہ کہیں ذکر نہیں ہے کہ وہ اسے نبی پاکؐ کی طرف منسوب کیا کرتے تھے۔
عن النبیؐ "سکا اصنافہ خود البوری نے اپنی طرف سے کیا ہے۔ فتح الباری کے اصل الفاظ
ملاحظہ ہوں:

أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ كَانَ قَدْ ظَهَرَ فِي الشَّامِ بِحَمَلِ جَمَلٍ مِنْ كُتُبِ

اہل کتاب کان ينظر فيها ويحدث منها فتجيب الآخذ
عنه لذلك كثير من ائمة التابعين والله اعلم

عبداللہ بن عمرو کہ شام میں اہل کتاب کی ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر کتابیں ملی
تھیں۔ آپ انہیں پڑھا کرتے تھے اور لوگوں سے بیان کیا کرتے تھے۔ لہذا ائمہ
التابعین میں سے اکثر حضرات نے ان سے حدیث اخذ کرنے سے اجتناب کیا ہے
واللہ اعلم۔

قارئین ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ بشر مرسیبی اور البوریہ دونوں نے کس طرح علمی خیانت کا ثبوت
دیا ہے اور کس طرح انہوں نے اس جلیل القدر صحابی کے بارے میں سوڈن کا مظاہرہ
کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص اہل کتاب کی روایات ضرور بیان کیا کرتے تھے لیکن
ایک نودہ انہیں نبی پاک کی طرف منسوب نہیں کرتے تھے۔ دوسرے یہ روایات اسلام کے
کسی بنیادی عقیدہ یا احکام کے بارے میں نہیں ہوتی تھیں۔ یہ وہی روایات تھیں جو باعث
عبرت و موعظت تھیں اور پھر عبداللہ بن عمرو جو ان کے اس دائرے سے کبھی باہر نہیں گئے
جو نبی پاک نے مقرر فرمایا تھا۔ امام ابن تیمیہ نے اس کی یہی توجیہ بیان کی ہے

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس کا واقعہ | استاد احمد امین مصری نے اسرائیلیات کے بارے
میں صحابہ کرام خاص کر حضرت عبداللہ بن عباس پر تلخ تنقید کی ہے کہ وہ اہل کتاب سے روایات
بیان کرنے میں بہت مشہور تھے۔ ان کے اصل الفاظ یہ ہیں:-

”ان یہودیوں میں سے بعض لوگ اسلام ہی داخل ہو گئے۔ اور ان کے ذریعے
ان اسرائیلیات میں سے بہت سارا ذخیرہ مسلمانوں میں سرایت کر گیا۔ اور یہی اسرائیلیات
تفسیر قرآن میں داخل ہو گئیں جن سے صحابہ قرآن کی شرح مکمل کرتے تھے۔ جتنی کہ کبار صحابہ
مجھ مثل ابن عباس کے ان کے اقوال کو حاصل کرنے میں مطلع ہوج نہیں سمجھتے تھے ،
حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا جاتا ہے کہ جب اہل کتاب تم سے کوئی
روایت بیان کریں تو نہ ان کی تصدیق کرو اور نہ تکذیب کرو۔ لیکن عمل اس حدیث

کے بر خلاف ہوتا رہا۔ صحابہ ان کی روایات کی تصدیق کرتے رہے اور ان سے نقل کرتے رہے۔

ہمارے نزدیک احمدین نے سنتِ محکم سے کام لیا ہے۔ صحابہ کرام بلا سوچے سمجھے کب ان سے روایات بیان کرتے تھے؟ البتہ ہرگز نہ کی مثال ہم اور پیش کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس کا بھی یہی حال تھا۔ بلکہ آپ تو اہل کتاب سے روایات بیان کرنے میں سب سے زیادہ محتاط تھے۔ احمدین نے اپنی جلالتِ علمی کے باوجود مشہور مستشرق گولڈزیمیٹر کے اعتراض کو ہی دہرایا ہے۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ گولڈزیمیٹر کا اعتراض نقل کر کے قارئین کو بتادیں کہ دونوں سکالروں کے بیان میں کس قدر مشابہت ہے اور پھر حضرت عبداللہ بن عباس پر اٹھائے گئے اعتراض کا جواب دیں گے۔ گولڈزیمیٹر کہتا ہے:

”ان تمام روایات میں (جن میں صحابہ کا اہل کتاب سے اخذ کرنا بیان کیا گیا ہے) سب سے زیادہ قابل ذکر وہ روایت ہے کہ ابن عباس کہ جب کسی مسئلہ کے بارے میں کوئی شک پیدا ہوتا تھا تو اسے دور کرنے کے لیے ان اہل کتاب کی طرف رجوع کرتے تھے جن کے پاس اس بارے میں معلومات ہوتی تھیں۔ اکثر بیان کیا جاتا ہے کہ ابن عباس معانی و الفاظ کی تفسیر کے لیے ابوالحیلمناحمی ایک شخص سے استفادہ کیا کرتے تھے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ شخص غیلان بن فروہ الذہبی تھا جس کی یہ کہہ کر تعریف کی جاتی تھی کہ وہ قدیم کتابیں پڑھا ہوا ہے۔ عبداللہ بن عباس کی بیٹی یہ بات خصوصیت کے ساتھ بیان کیا کرتی تھی کہ ان کے والد قرآن کو ہر سات دن کے بعد ختم کیا کرتے تھے اور تورات کو دیکھ کر پڑھنے کے بعد آنکھوں میں ختم کیا کرتے تھے۔ سات سے آنکھوں کے اندر قرآن ختم کرنے کی ایک معتدل اور درمیانی مدت تصور کی جاتی تھی۔ عبداللہ بن عباس جب بھی تورات ختم کرتے تو لوگوں کا ایک بڑا جلسہ عام منعقد کرتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ ایسا کرنا عمل صالح ہے۔ اس سے خدا کی رضا اور رحمت واجب ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس گنجلک اور پُر پیچ روایت سے جسے ان کی بیٹی نے مزید الجھا دیا ہے۔ یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ پڑھنے کے دوران تورات کا کونسا نسخہ پیش نظر رکھتے تھے۔ اس پر فضیلتِ علم کے سرچشموں میں عبداللہ بن عباس کے

نزدیک دو اور انسان بھی تھے جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ وہ تھے کعب الاحبار اور عبداللہ بن سلام۔ اسی طرح ہم عموماً ان اہل کتاب کے گروہوں سے روایات بیان کرنے کی عبداللہ بن عباس سے ممانعت بھی پاتے ہیں۔ یہ اقوال بھی خود ابن عباس کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔^۱

کاش ابن عباس کی بیٹی سیدھی سادی عورت ہونے کی بجائے گولڈن زیئیر کی طرح محقق ہوتی تو وہ اس روایت کو نہ لہجائی بلکہ تورات کا سن طباعت اور مصنف کا نام تک راویوں کو بتاتی۔ اس طرح یہ روایت غامض ہونے کے بجائے صاف نکھر کر سامنے آجاتی۔ سچی بات یہ ہے کہ گولڈن زیئیر نے خود ہی اس روایت کو پردہ غموض میں رکھا ہے۔ ایک طرف تو وہ اتنی تحقیق کرتے ہیں کہ اہل کتاب کا نام تک تلاش کر کے سامنے لے آتے ہیں اور دوسری طرف محض اتنا ہی اشارہ کر دیتے ہیں کہ کچھ اقوال ابن عباس سے ایسے بھی منقول ہیں جن میں وہ اہل کتاب سے روایات بیان کرنے کی ممانعت فرماتے ہیں۔ کیا یہ مناسب نہیں تھا کہ ان اقوال میں سے چند ایک کو تحقیق کر کے پیش کر دیا جانا؟

عبداللہ بن عباس کا پوچھنا نہ تو کسی عقیدے سے متعلق ہوتا تھا اور نہ ہی ایسی باتوں کے بلے میں ہوتا تھا۔ جو اصول دین سے متعلق ہوتی تھیں۔ وہ اہل کتاب سے ازمنہ سابقہ اور اعم سابقہ کے بارے میں کسی قصہ کی وضاحت پوچھ لیا کرتے تھے جو چیز عقل و دین کے موافق ہوتی تھی اور جس سے عبرت و موعظت حاصل ہوتی تھی اس کی تصدیق کرتے تھے اور جو اس کے خلاف ہوتی تھی اسے رد کر دیتے تھے۔ اسی مقصد کی خاطر وہ تورات کا مطالعہ بھی کرتے تھے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ عظیم صحابی جسے نرجان القرآن بھی کہا گیا ہے۔ دراصل قرآن و تورات کا تقابلی مطالعہ کیا کرتا تھا۔ اور ان اشیاء کی تلاش میں رہتا تھا جو قرآنی عقائد و اعمال کی تصدیق کرتی تھیں۔ جو چیز قرآن یا شریعت اسلام کے خلاف ہوتی تھی اُسے ابن عباس جیسا انسان کیسے روایت کر سکتا تھا؟ ایسی چیزیں اہل کتاب سے روایت کرنے کے وہ خود سخت ترین مخالف تھے۔ مثلاً بخاری میں روایت ہے:

أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنِ شَيْءٍ وَكُنَّا بَيْنَ
الَّذِي أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ ۖ حَدَّثَ تَقْوَانَهُ مَحْضًا لَوْ يَشِبُّ

وقد حدثكم ان اهل الكتاب يدلو كتاب الله وغيره ولا يكتبوا
بايديهم الكتاب وقالوا هو من عند الله ليثتروا به ثمنا
قليلًا الا بينهاكم ما جاءكم من العلم من مسألتهم لا والله
ما سألنا منهم من قبلًا ليسا لكم عن الذي أنزل عليكم ليه

”ابن عباسؓ نے کہا تم کسی چیز کے بارے میں اہل کتاب سے کیسے پوچھتے ہو جب کہ وہ
کتاب جو اللہ نے اپنے رسولؐ پر اتاری ہے بالکل نئی ہے اور جسے تم ایک خالص اور
پاک شکل میں پڑھتے ہو۔ اسی کتاب نے تمہیں بتایا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ کی کتاب
کو بدل ڈالا ہے اس میں تغیر کر دیا ہے اور اسے اپنے اہل حق سے لکھا ہے اور کہتے ہیں
کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس طرح وہ اس کے بدلے معمولی سی قیمت وصول کر سکیں
کیا تمہارے پاس جو علم آیا ہے اس نے تم کو اہل کتاب سے پوچھنے سے منع نہیں کیا؟
نہیں خدا کی قسم ہم ان اہل کتاب میں سے ایک آدمی بھی نہیں دیکھتے جو اس چیز کے بارے
میں تم سے پوچھے جو اللہ نے تم پر نازل کی ہے۔“

اس روایت کو سامنے رکھ کر کیا احمد امین اور گولڈن بیچتر کے دعویٰ کو قبول کیا جاسکتا ہے کہ
صحابہ کرام خاص کر ابن عباسؓ اہل کتاب سے ہر چیز پوچھا کرتے تھے اور بلا چون و چرا ہر قسم کی
روایت کو قبول کر لیا کرتے تھے اس طرح وہ بنی پاکؓ کی تنبیہ کے برعکس عمل کیا کرتے تھے؟ جہاں
”تاک ابو الجبلد والی روایت کا تعلق ہے تو اس دعوے کی بنیاد طبری کی تفسیر ہے۔ سورہ رعد
کی آیت ”هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا“ کے تحت طبری ثنی سے روایت
بیان کرتے ہیں۔

قال حدثنا حجاج قال حدثنا حماد قال اخبرنا موسى بن سالم ابو جهم مولى
ابن عباس قال كتب ابن عباس الى ابي الجبلد يسأله عن البرق فقال
البرق السماء۔

ابن عباس نے ابو الجبلد کی طرف لکھا کہ برق کا کیا معنی ہے۔ اس نے کہا برق کا
معنی پانی ہے۔

یہ سند منقطع ہے کیونکہ مدنی بن سالم ابو جہیم نے ابن عباس کو نہیں پایا اور نہ ہی ان کا مولیٰ تھا۔ ابن عباس سے مرسل بیان کرتا ہے۔ یہ تو عبد اللہ بن عبد اللہ بن عباس سے روایت کرتا ہے۔ دونوں محدوں اور امام ابو جعفر الصادق سے روایت کرتا ہے۔ یہ عباسیوں کا مولیٰ تھا۔ طبری سے شاید یہ سہو ہوا ہے کہ اسے ابن عباس کا مولیٰ کہہ دیا یا پھر اثنائے کتابت میں کاتب سے غلطی ہو گئی ہے۔

مندرجہ بالا روایت سے یہ صاف ظاہر ہے کہ ابن عباس نے کوئی عقیدہ یا احکام سے متعلق بات نہیں پوچھی۔ وہ صرف مظاہر فطرت کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے۔ پھر یہ بھی ثابت نہیں ہے کہ ابن عباس نے اس کی تصدیق کر دی تھی۔

بہر حال یہ تھے وہ اسباب جن کی بنا پر صحابہ کرام اہل کتاب سے معلومات حاصل کرتے تھے۔ وہ اسی دائرہ جواز کے اندر رہ کر ہی اہل کتاب کی باتیں سنتے تھے۔ جب نبی پاک نے ان کے لیے کھینچ دیا تھا۔ لیکن صحابہ کے بعد تابعین کے دور میں اس حد جواز کو پس پشت ڈال دیا گیا۔ اس دور میں اہل کتاب سے ہر قسم کی لائسنس اور تنفیض روایات اخذ کی گئیں۔ ہماری تفسیر میں ایسا مواد جمع ہو گیا جس سے روح قرآن ہی ختم ہو گئی۔ عہد تابعین میں اسرائیلیات کے عظیم سرچشمے وہب بن مہب (م۔ ۱۱ھ) اور عبد الملک ابن عبدالعزیز ابن جریج (م۔ ۱۵۰ھ) تھے۔ علمائے جرح و تعدیل نے ان پر سخت تنقید کی ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے ہمارے ضابط و عادل علمائے کرام نے سچی تبلیغ سے ہر کھڑا اور کھوٹا ہمارے سامنے رکھ دیا۔ مصر کے مشہور عالم دین شیخ رشید رضا نے وہب بن مہب کو کبھی رد کیا ہے۔ ابن جریج کے بارے میں احمد بن حنبل کہتے ہیں ”جن احادیث کو ابن جریج مرسل بیان کرنے ہیں سب موضوع ہیں۔ اسے یہ کوئی پروا نہ ہوتی تھی کہ حدیث اس نے کہاں سے لی ہے۔ یعنی کہتا ہے کہ مجھے فلاں کی طرف سے خبر دی گئی ہے یا حدیث بیان کی گئی ہے۔“

اسی طرح تابعین میں مقابل بن سیمان (م۔ ۱۵۰ھ) گذرا ہے۔ اس کے بارے میں ابو حاتم کہتے ہیں۔ ”اس نے یہود و نصاریٰ سے علوم حاصل کیے اور انہیں قرآن کے موافق بنانے کی کوشش کی“۔ مثلاً سورہ اسراء کی آیت ۷۸، وَ اِنْ مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُّهِمُّوْنَ وَ هَا قَبْلُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ اَوْ مَعَدَّ يُوحَا عَدَا اِبَانَسِدْ يَدْ (اور وہ گاؤں جن کو ہم تیار کرتے ہیں سے قبل تباہ کرنے والے ہیں یا ان کو ایک سخت عذاب دینے والے ہیں)۔ اس کے بارے میں مقابل کہتا ہے ”اس آیت کی تفسیر کے لیے میں نے ضحاک بن مزاحم کی کتاب دیکھی ہے کہ مکہ کو اہل حبشہ تباہ کریں گے۔ مدینہ فقط کی وجہ سے برباد ہو گا۔“

بصرہ غرق ہو جائے گا۔ کوہِ پرترک دھاد ابولین گے۔ جبل کے مقام پر بھلیاں کوندیں گی اور زلزلے آئیں گے۔ خراسان پر بے شمار قسم کی ہلاکتیں اور تباہیاں نازل ہوں گی۔ اس کے آگے اس نے چین و ہند سے لے کر تمام شہروں کے نام گنوائے حتیٰ کہ قسطنطنیہ اور نڈم کے نام بتائے اور ان کی بربادیوں کے اسباب بتائے۔ ”ظاہر ہے سب مصنوعی کہاوتوں اور اہام و خرافات سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں۔ لیکن ہماری تفاسیر ان سے بھری پڑی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام احمد بن حنبل نے کہا تھا۔ ”تین کتابیں ایسی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں ہے۔۔۔۔۔ معاذی، مطاحم اور تفسیر“ اسرائیلیات کی کثرت کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان سے وہ تفاسیر بھی نہ بچ سکیں جن کو تفاسیرِ بارئے کہا جاتا ہے، جن میں عموماً عقل و استنباط سے زیادہ کام لیا جاتا ہے۔ بقول ابن خلدون:-

”منتقدوں نے اسرائیلیات سے اپنی تفاسیر کو بھردیا ہے۔ ان میں ہر قسم کا رطب و یابس اور مقبول و مردود موجود ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اہل عرب نہ تو اہل کتاب تھے اور نہ ہی اہل علم قرآن تھے۔ وہ بدوی زندگی کے خوگر تھے۔ کھنپا پڑھنا نہیں جانتے تھے جب کبھی بشری تفاسیر کے تحت انہیں اسبابِ کائنات، ابتدائے آفرینش اور اسرارِ وجود کے بارے میں کچھ جاننے کا شوق اٹھتا تھا تو وہ اہل کتاب سے پوچھتے تھے اور انہی سے علمی استفادہ کرتے تھے۔ یہ اہل تورات یہود تھے یا نصاریٰ تھے وہ بھی یہودیوں کے دین پر ہی چلتے تھے۔ پھر اس دور کے اہل تورات عربوں ہی کی طرح بدو تھے۔ ان کی معلومات اتنی ہی ہوتی تھیں جو اہل تورات میں ایک عام آدمی کی ہوتی ہے۔ اہل تورات کا زیادہ حصہ حمیر سے تعلق رکھتا تھا۔ سب سے پہلے حمیر والوں نے ہی دینِ یہودیت اختیار کیا تھا۔ جب یہ لوگ مسلمان ہوئے تو انہوں نے شرعی احکام کے ماسوا باقی تمام باتیں زمانہ قبل از اسلام ہی کی اپنائے رکھیں۔ مثلاً ابتدائے کائنات کے بارے میں معلومات، مختلف واقعات اور جنگوں کے اسباب کے بارے میں ان کے تصورات وہی پرانے تھے۔ عرب کعب الاحبار، وہب بن منبہ اور عبداللہ بن سلام سے معلومات حاصل کرتے تھے۔ انہی حضرات کی منقولات سے تفاسیر کو بھردیا گیا۔ چونکہ یہ مسائل احکام سے تعلق نہیں رکھتے تھے لہذا ان کے بارے

میں صحت کا زیادہ خیال نہیں رکھا گیا۔ ایسے مسائل کا حل انہی حضرات تک موقوف تھا۔ مفسروں نے نہایت تساہل سے کام لیا۔ ان کی بنیاد جیسا کہ ہم نے پہلے کہا یہی اہل کتاب تھے جو بدوی زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کی معلومات کی کوئی سند یا بنیاد نہیں ہوتی تھی، مگر اس کے باوجود انہی کی شہرت تھی۔ اور ان کی بہت قدر و منزلت کی جاتی تھی محض اس لیے کہ وہ دین و ملت کے مقام بلند پر فائز تھے۔ لہذا ان کی باتوں کو اس دور میں مفسروں نے ملحوظ کیا گیا۔^{۱۹}

لہذا قرآن کے ہر طالب علم پر فرض ہے کہ ۱۔ وہ تفاسیر کا مطالعہ کرتے وقت نہایت سیدھا مغزی اور تنقیدی روح سے کام لے تاکہ وہ اس عظیم پہاڑ کے اندر سے ہیرے جو اہل کمال سکے۔ جو چیز عقل و نقل اور روح اسلام کے مطابق ہو اُسے لے لے۔ ۲۔ جو چیز اسلامی شریعت کی نقیض ہو اور عقل کے خلاف ہو اُسے رد کر دے۔ ۳۔ اور اگر کوئی ایسی روایت ہے جو ہماری شریعت کے مخالف ہے اور نہ موافق اُس کے بارے میں توقف اختیار کرے۔ صدق و کذب کا حکم نہ لگائے۔ ۴۔ قرآن کا ہر طالب علم ان روایات میں سے اسی قدر اخذ کرے جو قرآنی سچائیوں کی شاہد ہو۔ ۵۔ اور آخری بات یہ ہے کہ قرآنی طالب علم کے سامنے جب ایک ہی مسئلے کے بارے میں مختلف روایات آئیں تو وہ تاری کے سامنے ان سب کو پیش کر کے ایک کو ترجیح دے۔ معنی آرا کو پیش کر دینا کافی نہیں ہے۔ بلکہ اس رائے کی نشاندہی کرنا ضروری ہے جو اقرب الی الصواب ہے۔ وحا تو فیقی الا بال اللہ۔

(حق الہیجات)

۱۔ جامع البیان فی تفسیر القرآن جلد ۷، ص ۱۳۵۔ المطبعة الثانیہ شکرہ۔ مطبوعہ مصطفیٰ البانی الحلبي مصر ۱۹۵۴ء

۲۔ ایضاً جلد ۲، ص ۱۷۲

۳۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۱، ص ۱۱۰ طبع دار احیاء الکتب العربیہ عیسیٰ البانی الحلبي وشرکاء، مصر ۱۹۵۴ء۔

۴۔ مسند احمد جلد ۳، ص ۳۸۴ المکتب الاسلامی ودار صادر للطباعة والنشر الطبعة الاولى بیروت ۱۹۶۹ء۔

حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ اور البرزازی نے بھی روایت کیا ہے فتح الباری جلد ۱، ص ۳۸۱

- ۱۱۱۱ رد الدارمی علی بشر من ۳۹۶ بحوالہ السنۃ قبل التدوین من ۳۵۱ مکتبہ ومبہم اشارت المجلد سید
لجابدین الطیب الاولی ۱۹۶۳ء۔
- ۱۱۱۲ انشاء علی السنۃ المحمدیۃ من ۱۶۲ حاشیہ نمبر ۳ طبع دارالتالیف مصر ۱۹۵۸ء
- ۱۱۱۳ بخاری کتاب العلم باب کتابۃ العلم - فتح الباری جلد ۱ ص ۱۸۳
- ۱۱۱۴ مقدمہ فی اصول التفسیر من ۲۶ بحوالہ التفسیر والمفسرون جلد ۱ ص ۱۷۵ محمد حسین المذاہبی الطبعة
الاولیٰ دارالکتب الحدیثیہ مصر ۱۹۶۱ء
- ۱۱۱۵ فجر الاسلام من ۲۰۱ مکتبۃ النہجۃ المصریۃ الطبعة السابعة ۱۹۵۹ء۔
- ۱۱۱۶ مذاہب التفسیر الاسلامی من ۸۵-۸۶ موی ترجمہ ڈاکٹر عبد الحلیم العیاض مطبوعہ مکتبۃ التوحید مصر ۱۹۵۵ء
- ۱۱۱۷ کتاب الاعتصام باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تسئلوا اهل کتاب عن شیء - کتاب الشهادات
باب لا یسئل اهل الشکر عن الشہادہ وغیرہ۔
- ۱۱۱۸ جامع البیان فی تفسیر القرآن جلد ۱۳ ص ۱۲۳۔
- ۱۱۱۹ ملاحظہ ہو میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۲۱۰ الطبعة الاولى مطبعة السعادة - بحوالہ محافظہ مصر صاحبہا
محمد اسماعیل ۱۳۲۵ھ - خلاصہ ترمذیہ الکمال ص ۳۳۳ الطبعة الاولى مطبعة الخیرية مالکها و مدیرہ
محمد حسین الخشاب ۱۳۲۲ھ۔
- ۱۱۲۰ تفسیر المنار جلد ۱ ص ۷۸-۹۰-۱۰۰ مکتبۃ القاہرہ لصاحبہا علی یوسف سلیمان شارع الصنہ وقہرہ مصر
۱۳۷۳ھ الطبعة الرابعة۔
- ۱۱۲۱ میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۱۵۱
- ۱۱۲۲ دنیات الاعیان جلد ۲ ص ۵۶۸
- ۱۱۲۳ روح المعانی جلد ۱ ص ۱۰۰ علامہ آلوسی - ادارہ الطباعة المنیریہ مصر سنہ ۱۳۲۰ھ۔
- ۱۱۲۴ الاتقان جلد ۲ ص ۱۷۸
- ۱۱۲۵ مقدمہ المجلد الاول ص ۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-۱۵۴۲-۱۵۴۳-۱۵۴۴-۱۵۴۵-۱۵۴۶-۱۵۴۷-۱۵۴۸-۱۵۴۹-۱۵۵۰-۱۵۵۱